OPEN ACCESS
Al Aijaz Research Journal of Islamic Studies & Humanities
ISSN (ONLINE): 2707-1219
ISSN (PRINT): 2707-1200

ARJISH, Vol: 5, Issue: 3,
July to September 2021
DOI: 10.53575/arjish.v5.3(21)u10.105-111
http://www.arjish.com

ڈاکٹر سعید نقوی کی ادبی مضمون نگاری

Literary essay writing by Dr. Saeed Naqvi

Irshad Akhter[*]
Dr. Sadaf Naqvi[**]

Abstract
Dr.Saeed Naqvi is a verstyle writer. He has also written essays besides poetry, fiction writing, translations and Novels. His essays are about all the fields of life. Most of his essays have been published in different literary magazines. “Nayee Basti” is an important litrary magazine of Halqa Arbab-e-zauq New York. Esayes of Saeed Naqvi have also been published in “Nayee Basti”.
Saeed Naqvi is considered among those writers who enable to be prominent in Urdu fiction writing. While living in American state. He has also done. The task of fiction writing novel writing and translation of English literature into Urdu besides literary essays. Saeed Naqvi created literature selflessly and is doing creative work without desire of any award or appreciation.
Keywords: Literature, topic, essay, creative, research, study.

ڈاکٹر سعید نقوی ایک ہمہ جہت فنکار ہیں۔ اُنہوں نے شاعری، افسانہ نگاری، تراجم، ناول نگاری کے علاوہ مضامین بھی لکھے ہیں۔ ان کے مضامین زندگی کے ہر شعبے کے بارے میں ہیں۔ ان کے مضامین مختلف ادبی رسائل میں چھپتے رہے ہیں۔ ان کے زیادہ تر مضامین حلقہ ارباب ذوق، نیویارک کے ادبی رسالے 'نئی بستی' میں شائع ہوتے رہے ہیں۔

"دوہے اور رفیع الدین راز" سعید نقوی کا پہلا مضمون رفیع الدین راز کے دوہوں کے بارے میں لکھا ہے کہ راز صاحب کے ساتھ کئی مسائل ہیں اِن کا ایک مسئلہ یہ ہے کہ اُنہوں نے غربت کو بہت نزدیک سے دیکھا۔ سانحہ مشرقی پاکستان اور جنگی قیدی ہونے کا تجربہ وہ حقائق ہیں جنہوں نے راز کے افکار اور جذبات کو ایک سمت دی ہے۔ یہی خیالات اور افکار اُن کی زندگی کا بیش بہا سرمایہ ہیں۔ لیکن اِس سرمائے کو قدر و قیمت کی منزل تک پہنچانے کے لیے چراغ درکار ہیں۔ رازؔ صاحب نے شبستانِ ادب میں جابجا چراغاں کیا ہے۔ تخلیق کار ایک دریا ہے جو مختلف سمتوں میں بہا جا رہا ہے۔

رازؔ صاحب کا ایک اور مسئلہ یہ بھی ہے کہ اِن میں ایک باطنی آہنگ موجود ہے۔ حساس دل، عمیق مطالعہ اور چشمِ بینا بڑھ جاتا ہے کہ اُنہوں نے اظہار کے لیے شاید ہی کوئی صنفِ سخن چھوڑی ہے۔ سعید نقوی دوہوں کے بارے میں لکھتے ہیں:

"دوہوں سے میرا واسطہ اِتنا ہی قریبی ہے جتنا آپ حضرات کا Appendicitis سے۔ تو جیسے آپ لوگوں کا Appendicitis ہو سکتا ہے اِسی طرح مجھے بھی دوہاسائٹس ہو سکتا ہے۔"[(۱)]

[*] Ph.D (Urdu)Scholar, GC.Women University,Faisalabad.
[**] Chairperson/Assistant Professor, Department of Urdu GC.Women University, Faisalabad.

سید سعید نقوی نے نیلم احمد بشیر کی افسانہ نگاری کے حوالے سے مضمون لکھا ہے انہوں نے نیلم بشیر کے افسانوں کا مطالعہ گہرائی سے کیا ہے۔ نیلم کی تحریروں سے روح کو ایک عجیب طمانیت ملتی ہے۔ یہ ایسی ہی طمانیت ہے جو اچھی موسیقی اچھی شاعری یا کوئی اچھی پینٹنگ دیکھ کر حاصل ہوتی ہے۔ اِس سرشاری کو لفظوں میں بیان کرنا ممکن نہیں۔

افسانے کے عموماً چار اہم اجزاء ہوتے ہیں۔ کہانی کار، قاری، کہانی خود اور اس کو بیان کرنے کا انداز۔ نیلم کے افسانوں میں اِن چاروں جزئیات کا بااہتمام خیال رکھا جاتا ہے اکثر کہانی لکھنے والا اپنے اپنے قاری کی پرواہ کیے بغیر کہانی لکھتا جاتا ہے مگر نیلم اپنے قاری کی تربیت اور بالیدگی کا خیال رکھتی ہے۔ وہ دھیرے دھیرے اپنے پڑھنے والے کی تربیت کرتی ہے کہانی کے درمیان کہیں وہ اسے روک کر اپنے مطلب کی بات کرتی ہے اور پھر کہانی کا سلسلہ دوبارہ ایسے جوڑ دیتی ہے جیسے کچھ ہوا ہی نہیں تھا۔

سعید نقوی لکھتے ہیں:

''نیلم بشیر بحیثیت ایک افسانہ نگار مجھے بہت پسند ہیں۔ یہ پسندیدگی اِس وجہ سے نہیں کہ وہ احمد بشیر کی بیٹی ہیں نہ ہی اِس کی وجہ یہ ہے کہ وہ ہم عصر افسانہ نگاروں میں ایک نمائندہ افسانہ نگار ہیں۔ اس پسندیدگی کی عنایت کچھ یوں ہے کہ جب میں اِن کی تحریروں سے رجوع کرتا ہوں تو روح کو ایک عجیب طمانیت ملتی ہے۔''(۲)

سید سعید نقوی نے حمید کاشمیری کے ڈراموں کا بڑی گہرائی سے جائزہ لیا ہے اور پھر اُس پر لکھنے کے لیے قلم اٹھایا ہے۔ ڈرامہ نگاری ایک مشکل صنف ہے۔ دوسری اصنافِ سخن سے مختلف یوں ہے کہ اسے صرف پڑھا ہی نہیں دیکھا اور سنا بھی جاتا ہے۔ اس حوالے سے ڈرامہ نگاری کا کام زیادہ دشوار ہو جاتا ہے کہ ڈرامہ سجانے والے اپنی غفلت میں عالم بالا کا ڈرامہ بالا خانے پہنچا سکتے ہیں۔ لٰہذا اچھا ڈرامہ نگار کوشش کرتا ہے کہ اس کی کہانی اِتنی جاندار ہو کہ اِن تمام امور سے بالاتر کہانی کا تاثر ناظر کے دل میں اُتر جائے۔ سعید نقوی نے برصغیر میں لکھے جانے والے ڈراموں کا ذکر بھی اپنے مضمون میں کیا ہے۔ اُنہوں نے حمید کاشمیری پر اچھے افسانہ نگار کی حیثیت سے بھی لکھا ہے۔ اُن کے افسانوں میں ادب کے خارجی پہلو یعنی مقصدیت پر زور دیا ہے۔

سید سعید نقوی لکھتے ہیں:

''حمید کاشمیری نے اپنے اطراف پھیلی غربت، معاشی ناانصافی، انسانی حقوق کی پامالی اور استحصال کے ملنے سے ریت اور چونے کا گارا اُٹھا کر اپنے ڈرامے اور افسانے کی عمارت تعمیر کی ہے۔ پھر اس پر اپنی کرافٹ مین شپ کا لاستر کر کے اسے دیدہ زیب خوش نمائی عطا کی ہے۔''(۳)

سعید نقوی نے شہلا نقوی کے بارے میں یہ مضمون لکھا ہے کہ اُنہوں نے شہلا کی تحریروں کے بارے میں بتایا ہے کہ اُن کے لکھنے کا انداز کیسا ہے۔ وہ حساس فنکارہ ہیں وہ ایک ایسے معاشرے کی فنکارہ ہے جہاں کا پڑھا لکھا روشن خیال طبقہ بھی عورت کو تیسرے درجے سے اُٹھا کر دوسرے درجہ پر محض اِس لیے تفویض کرتا ہے کہ ایسا کرنے سے اس کی مردانہ انانیت کو تسکین ملتی ہے۔ یہ گویا اس کی فراخ دلی، ذہنی روشن خیالی اور جدید روایات سے وابستگی کی سند بن جاتی ہے۔ سعید نقوی نے شہلا کو ایک پیدائشی سائنس بھی کہا ہے۔ اُنہوں نے اپنے مضمون میں

شہلا کے بارے میں لکھا ہے کہ شہلا کی سب سے بڑی دشمن خود شہلا ہے۔ ناک پر بیٹھی مکھی کو وہ برداشت نہیں کر سکتیں اسے ہاتھ مار کر اٹھائیں گی چاہے اس میں اپنی ناک ہی زخمی کیوں نہ ہو جائے۔ شاید اِس کی وجہ یہ ہے کہ وہ فکری پارسائیوں اور معذوریوں کو برداشت نہیں کر تیں۔ سعید نقوی نے اپنے اِس مضمون میں شہلا نقوی کی نظموں کے حوالے بھی دیئے ہیں۔ سعید نقوی شہلا کے بارے میں لکھتے ہیں:

''شہلا ایک پیدائشی فنکارہ ہے، مجھے جو وہ بقول عذرا عباس آٹھ فٹ چوڑے اور پانچ فٹ گہرے سمندر میں قید مچھلی لگتی ہے جو شیشے کی دیوار سے اپنی ناک لگا کر دنیا کو تک رہی ہے۔''(۴)

سعید نقوی نے مولانا الطاف حسین حالی پر ایک مضمون ''اردو تنقید کے بانی الطاف حسین حالی'' کے عنوان سے لکھا ہے جس میں اُنہوں نے حالی کے ادبی کارناموں کے بارے میں لکھا ہے کہ الطاف کا اصل کارنامہ اُردو میں باقاعدہ تنقید کا آغاز ہے۔ اُنہوں نے اپنے دیوان کے مقدمے میں اردو شاعری پر تنقید کی بنیاد ڈالی۔ حالی شاعری میں زندگی کے قائل تھے۔ حالی کے تنقیدی شعور کی نشوونما میں سرسید، غالب اور شیفتہ کی صحبتوں کا بڑا ہاتھ ہے۔ اِس کے علاوہ عربی و فارسی کے علم کی بدولت اِن زبانوں کے تنقیدی اصولوں سے بھی اِستفادہ کیا۔ سعید نقوی نے حالی کے بارے میں مزید لکھا کہ حالی انگریزی نہیں جانتے تھے پھر بھی اِن کی تنقید میں ملٹن اور میکالے کے خیالات کی جھلک ملتی ہے۔

مولوی عبدالحق اور ڈاکٹر عبادت بریلوی نے بھی یہی لکھا ہے:

''مقدمہ شعر و شاعری سے بہتر تنقید آج تک نہیں لکھی گئی۔''(۵)

سعید نقوی نے حالی کے کلام کی خصوصیات بھی لکھی ہیں کہ حالی کے کلام کی خصوصیت سہلِ ممتنع کی حد تک سادگی ہے۔ بہت سے مصرعے اور اشعار روزمرہ اور محاورے کا درجہ پا گئے ہیں۔ چند مثالیں دیکھیں:

ہے جستجو کہ خوب سے ہے خوب تر کہاں
اب ٹھہرتی ہے دیکھیے جا کر نظر کہاں (۶)

ہم جس پر مر رہے ہے وہ ہے بات ہی کچھ اور
عالم میں تم سے لاکھ ہیں تم مگر کہاں (۷)

حالی کے ہم عصروں میں تیسرا نام جس کا حالی کی فکر پر اثر نظر آتا ہے وہ سرسید احمد خان کا ہے سرسید اس زمانے میں مسلمانوں کو اِن کے خواب غفلت سے جگانے میں مصروف تھے۔

سعید نقوی نے یہ مضمون ''شوکت میرا دوست میرا ساتھی'' شوکت فہمی کے لیے لکھا اُنہوں نے اِس مضمون میں شوکت فہمی کی شاعری پر کم اور اُس کی شخصیت پر زیادہ بات کی ہے۔ وہ لکھتے ہیں کسی مزاح نگار نے فون کیا کہ چلو شہباز شریف کو شعر سناتے ہیں وہ اِس سے خوش ہوتے

ہیں تو شوکت نے جواب دیا۔ فہمیؔ شاعری صرف خود کو خوش کرنے کے لیے کرتا ہے حکمرانوں کے لیے نہیں۔ اس دن سے آج تک شوکت کے اس مزاح نگار سے تعلقات کشیدہ ہیں۔ سعید نقوی نے شوکت فہمیؔ کی ایک اور خوبی کے بارے میں لکھا ہے کہ فہمیؔ اپنی شاعری کے اجزائے ترکیبی ڈھونڈنے کوہ قاف نہیں جاتا بلکہ وہ پیش پاافتادہ موضوعات میں سے ایسے موتی چن کر لاتا ہے کہ سننے والوں کے دلوں میں چراغ جل اُٹھیں۔

سعید نقوی شوکت فہمیؔ کے بارے میں لکھتے ہیں:

''مجھے نیویارک آئے کوئی بارہ سال ہوگئے ہیں، شوکت سے سلام دعا تو دس بارہ سال پہلے ہی ہو گئی تھی لیکن شوکت سے دوستی محض چار سال کے عرصہ پر محیط ہے۔ لیکن یقین جانیۓ اِن چار سالوں میں میں نے شوکت سے اِتنا کچھ حاصل کیا ہے وہ اوروں سے برسوں نہیں ملتا۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ شوکت ادب کے ساتھ بہت سنجیدہ ہے۔''(۸)

شاعری شوکت کی سائیکی کا حصہ ہے۔ ادب اِس کے خمیر میں گندھا ہوا ہے۔ حرف و بیاں کی حرمت اِس کے خون میں رواں ہے۔ وہ یہاں رہے یا وہاں، ہر محفل کی جان رہے گا کہ اسے یہ فن خوب آتا ہے۔

سید سعید نقوی نے یہ مضمون داستان گو گبریل مارکیز کے بارے میں لکھا ہے وہ اِس مضمون میں مارکیز کی داستان گوئی کی خصوصیات بیان کرتے ہیں کہ مارکیز کی کچھ کہانیوں پر سوانحی داستان گوئی کا دھوکہ ہوتا ہے۔ 100 years of solitude اور Living to tell the Tale کا پس منظر کولمبیا ہے۔ جہاں قدامت پرست اور آزاد خیال طبقوں کے درمیان جاری مستقل کش مکش کو ہوا دی۔

سعید نقوی نے اپنے مضمون میں مزید لکھا کہ مارکیز نے اپنی کہانیوں کا مرکزی خیال تو اپنے اِرد گرد ہونے والے واقعات سے ہی لیا ہے یوں تو یہ حقائق کا بیان ہے۔ خود اِس بارے میں مارکیز کہتا ہے:

''صحافت میں ایک لفظ کی غلط بیانی سارے کام کو متعصب کر دیتی ہے۔ جب کہ فکشن میں ایک واقعے کا بیان بھی، جو حقیقی ہو، پورے کام کو جواز فراہم کرتا ہے۔ یہ فرق ملحوظ رکھنا، لکھنے والے کی ذمہ داری ہے۔''(۹)

سعید نقوی نے اپنے مضمون میں لکھا ہے کہ مارکیز کی کہانیوں میں سماجی سیاست کا عنصر بے شک مشترک ہو لیکن ایک کہانی سے دوسری کہانی کے سفر میں منظر بدلتا رہتا ہے۔ منظر نامہ تبدیل ہوتا ہے اور سب سے اہم بات یہ کہ کہانی کار کا لہجہ اِن کہانیوں میں نمایاں ہے۔ ایک فکری رو اِن سب کو پروئے رہتی ہے۔ پھر اِن سب تحریروں کا مشترکہ سرمایہ مارکیز کا مخصوص طرزِ نگارش ہے۔ سعید نقوی، مارکیز کے بارے میں یوں رقم طراز ہیں:

''مارکیز ہمارے لیے داستان گوئی کی ایک کامیاب مثال چھوڑ گئے ہیں جس سے مجھ جیسے بہت سے لکھنے والوں کی تربیت ہو گی اور ہم سب کہانی سننے کے شوقین سامعین کی تسکین بھی۔''(۱۰)

مارکیز اپنی تحریر کے جادو سے جو بیان کرتا ہے قاری اِس پر یقین کرتا چلا جاتا ہے۔ یہاں مسئلہ اکتاہٹ کا نہیں بلکہ اِس کی تلخی کو کم کرنا ہے۔ یوں

حقیقت میں دیومالائی کے امتزاج سے نئے امکانات پیدا کیے ہیں۔ حقیقت اور غیر حقیقت کی تعریف اور معنی کو بدل کر ایک نیا جہاں پیدا کیا ہے۔

سعید نقوی نے نسیم سید کے افسانوں پر مضمون لکھا ہے کہ اِک درد مند دل، دیدہ بینا، حرف کی صنعت گری اور ہنرِ جاوداں یہ ہیں نسیم سید کے اجزائے ترکیبی۔ نسیم کے افسانوں کا یہ مجموعہ دنیا کی نصف آبادی کی مظلومیت کی اذان ہے۔ خاندانی اکائی کے بنیادی ستون ہونے کے کارن جو بوجھ وہ اٹھاتی ہے اِس کی جانب دعوتِ فکر ہے۔ کتاب کی پہلی دو سطریں ہی قاری کی فکر کے رونگٹے کھڑے کر دیتی ہیں۔ نسیم الفاظ کی صنعت گری سے واقف ہے۔

سید نقوی نے نسیم سید کے بارے میں لکھا ہے:

''نسیم کے افسانوں کا یہ مجموعہ میں نے پڑھنا شروع کیا تو دو افسانوں کے بعد ہی ضمیر ہانپ سا گیا۔ رُک رُک کے بھاری سانسیں لینے لگا۔ یااللہ یہ کس دُنیا کی بات کر رہی ہے اسی دنیا کی جہاں جینے کی حسرت میں ہم مرے جاتے ہیں۔''(۱۱)

نسیم نے اپنی ہم جنسوں کے عذابوں کو کاغذی پیراہن دیا ہے۔ اِن کے بکھرے خوابوں کو سمیٹ کر ایک جگہ جمع کیا ہے کہ قاری کو صاف نظر آ جائے کہ کیا ممکن تھا، لیکن کیا رہ گیا ہے۔

سعید نقوی نے یہ مضمون عمر میمن کی وفات کے بعد لکھا اُنہوں نے عمر میمن کی شخصیت کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ اپنی عادات و اطوار میں کیسے تھے اور اُن کا مزاج کیسا تھا۔ وہ عمر میمن کو اپنے استاد مانتے تھے۔ میمن صاحب جب امریکہ آئے تو اُنہوں نے سعید نقوی کے گھر قیام کیا۔ اُس وقت حلقہ ارباب نیویارک کے زیرِ اہتمام منٹو کی صدی منائی جا رہی تھی۔ سعید صاحب پہلی ہی ملاقات میں میمن صاحب کے گرویدہ ہو گئے تھے۔ سعید نقوی نے اِن کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ اِس بات کا گلہ کرتے رہے کہ ہم عصروں نے اِن کی قدر نہیں کی۔ میں انہیں یقین دلاتا رہا کہ وہ خوش قسمت ہیں کہ زندگی میں ہی اِتنی شہرت اور قدر میسر آگئی۔ حسن عسکری کو ترجمہ ایوارڈ ملا تو بہت خوش تھے، لیکن یہاں بھی باز نہ آئے۔ کہنے لگے مجھے صرف اِس لیے خوشی ہے کہ مجھے یہ عسکری صاحب کے نام سے ایوارڈ ملا ہے جو واقعی ایک بڑے نقاد تھے۔

میمن صاحب بنگلہ دیش کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں:

''پاکستانی ادیبوں نے اس سانحے پر زیادہ نہیں لکھا اور جتنا لکھا وہ بھی ایسا قابل ذکر نہیں۔''(۱۲)

عمر میمن کی وفات سے اُردو ادب کو ایک بڑا نقصان ہوا۔ ایک بڑا شخص گزر گیا۔ اب ہم بہت ستائشی نظروں سے ایک بڑا نقش دیکھ رہے ہیں۔ اسے ناپ رہے ہیں لیکن ابھی ہمیں اِن کے قد کا مکمل اندازہ نہیں ہوا۔

سعید نقوی کا یہ مضمون پروین شیر کی کتاب ''بے کرانیاں'' کی تقریب پذیرائی پر لکھا گیا ہے۔ جس میں سعید نقوی نے کتاب پر تبصرہ کیا ہے۔ پروین کی نظموں کے موضوعات میں معاشیات، غربت، استحصال اس شدت سے نظر نہیں آئے جس فکری ارتکاز سے وہ تنہائی، زندگی کے اسرار، مناظر فطرت اور انسانی رشتوں، جذبوں اور احساسات کو بیان کرتی ہیں۔ سعید نقوی کے اِس مضمون میں اُنہوں نے نظم کے بارے

میں بھی لکھا ہے کہ نظمیہ شاعری کا المیہ یہی ہے کہ موضوعاتی انتخاب سے قاری کے لیے تخلیق کار کے ذہن میں رسائی کی ایک کھڑکی کھل جاتی ہے۔اس مجموعے کی نظموں کے مطالعے سے ہمیں ایک جمالیاتی طور پر بہت حساس، آگاہ، کھوجی اور وابستہ شخصیت کی شناخت ہوتی ہے جو نہ صرف زندہ ہے بلکہ تمام تر حشر سامانیوں اور ہنگاموں کے ساتھ جی رہی ہے۔ سعید نقوی اِس کتاب کے بارے میں لکھتے ہیں:

"یہ بہت خوبصورتی کافی ٹیبل کے سائز کی دیدہ زیب رنگوں، مضبوط پشت کی جلد بندی اور عمدہ کاغذ کے ساتھ سلیقے سے چھاپی گئی کتاب ہے لیکن اِن خوبیوں کی وجہ سے اِس کی قیمت عام قاری کی پہنچ سے باہر ہے۔ جب یہ طریقہ جاری رہے گا پروین کے اشعار کسی ٹرک کے پیچھے لکھے نظر نہیں آئیں گے۔ انہیں اِس کتاب کی اشاعت پر دلی مبارک باد۔"(۱۳)

سعید نقوی کا شمار ایسے ادیبوں میں ہوتا ہے جو امریکہ جیسی ریاست میں رہتے ہوئے اور اردو افسانہ نگاری میں اپنا نام نمایاں کرنے کے قابل ہوئے۔ افسانہ نگاری کے علاوہ ناول نگاری اور انگریزی ادب کو اردو زبان میں منتقل کرنے میں بھی فریضہ سر انجام دیا ہے۔ سعید نقوی نے بے غرض ہو کر ادب تخلیق کیا اور کسی صلے، ستائش اور تمنا کے تخلیقی کام کر رہے ہیں۔

سعید نقوی نے حلقہ اربابِ ذوق میں گراں قدر خدمات سرانجام دی ہیں وہ 2013ء میں جوائنٹ سیکرٹری اور 2014ء میں جنرل سیکرٹری تھے۔ اِس سے پہلے وہ رکن مجلسِ عاملہ کے طور پر خدمات انجام دے چکے تھے۔

حوالہ جات

1. سعید نقوی، دوہے اور رفیع الدین راز، مشمولہ: نئی بستی، مدیران: شوکت فہمی، سعید نقوی، نیویارک، حلقہ اربابِ ذوق، 2012ء، ص199
2. سید سعید نقوی، نیلم احمد بشیر کی افسانہ نگاری، ایضاً، ص225
3. سید سعید نقوی، زندہ ڈراموں کا خالق، حمید کاشمیری، مشمولہ: نئی بستی، مدیران: سعید نقوی، شوکت فہمی، نیویارک، حلقہ اربابِ ذوق، 2013ء، ص67
4. سید سعید نقوی، شہلا نقوی ایک ترقی پسند تخلیق کار، مشمولہ: نئی بستی، ایضاً، 2014ء، ص126
5. سید سعید نقوی، اردو تنقید کے بانی، الطاف حسین حالی، مشمولہ: نئی بستی 3، نیویارک، حلقہ اربابِ ذوق، 2014ء، ص165
6. ایضاً، ص169
7. ایضاً
8. سید سعید نقوی، شوکت میرا ساتھی، میرا دوست، مشمولہ: نئی بستی 3، مدیر: فرح کامران نیویارک، حلقہ اربابِ ذوق، 2019ء، ص69
9. سعید نقوی، کوہ قاف کا داستان گو، ماکیز، مشمولہ: نئی بستی 3، ایضاً، ص90
10. ایضاً، ص91
11. سعید نقوی، کنج افسانہ نگاری میں آمد نسیم، مشمولہ: نئی بستی، مدیر: فرح کامران، نیویارک، حلقہ اربابِ ذوق، 2014ء، ص115
12. سعید نقوی، عمر میمن مرحوم کی کچھ باتیں، مشمولہ: نئی بستی، مدیر: فرح کامران، نیویارک، حلقہ اربابِ ذوق، 2019ء، ص493

References

1. Saeed Naqvi, Doha aur Rafi ud Din Raaz, Mashmullah: Nayi Basti, Mudiraan: New York, Halqa Arbab e Zauq, 2012, p. 129.

2. Saeed Naqvi, Neelum Ahmed Basheer Ki Afsana Nigari, Ibid, p. 225
3. Saeed Naqvi, Zinda Dramon Ka Khaliq, Umeed Kaashmiri, Mashmullah: Nayi Basti, Mudiran: Saeed Naqvi, Shaukat Fehmi, New York, Halqa Arbab e Zauq, 2013, p. 67
4. Saeed Naqvi, Shehla Naqvi Aik Taraqqi Pasand Takhleeqar, Mashmullah: Nayi Basti, 2014, p. 126
5. Saeed Naqvi, Urdu Tanqeed Ke Baani Altaf Hussain Hali, Mashmullah: Nayi Basti 3, p. 165
6. Ibid. p. 169
7. Ibid.
8. Saeed Naqvi, Shaukat Mera Saathi Mera Dost, Mashmullah: Nayi Basti, Mudeer: Farah Kamran, New York, Halqa Arbab e Zauq, 2019, p. 69
9. Saeed Naqvi, Koh e Kaaf Ka Dastaangoh Markeez, Mashmullah: Nayi Basti 3, p. 90
10. Ibid. p. 91
11. Saeed Naqvi, Kunj e Afsaana Nigari Mai Aamad e Naseen, Mashmullah: Nayi Basti, 2014, p. 115
12. Saeed Naqvi, Umar Memon Marhoom Ki Kuch Baatain, Mashmullah: Nayi Basti, Mudeer: Farah Kamran, New York, Halqa Arbab e Zauq, 2019, p. 493